The Great Qurban

(Sacrifice)

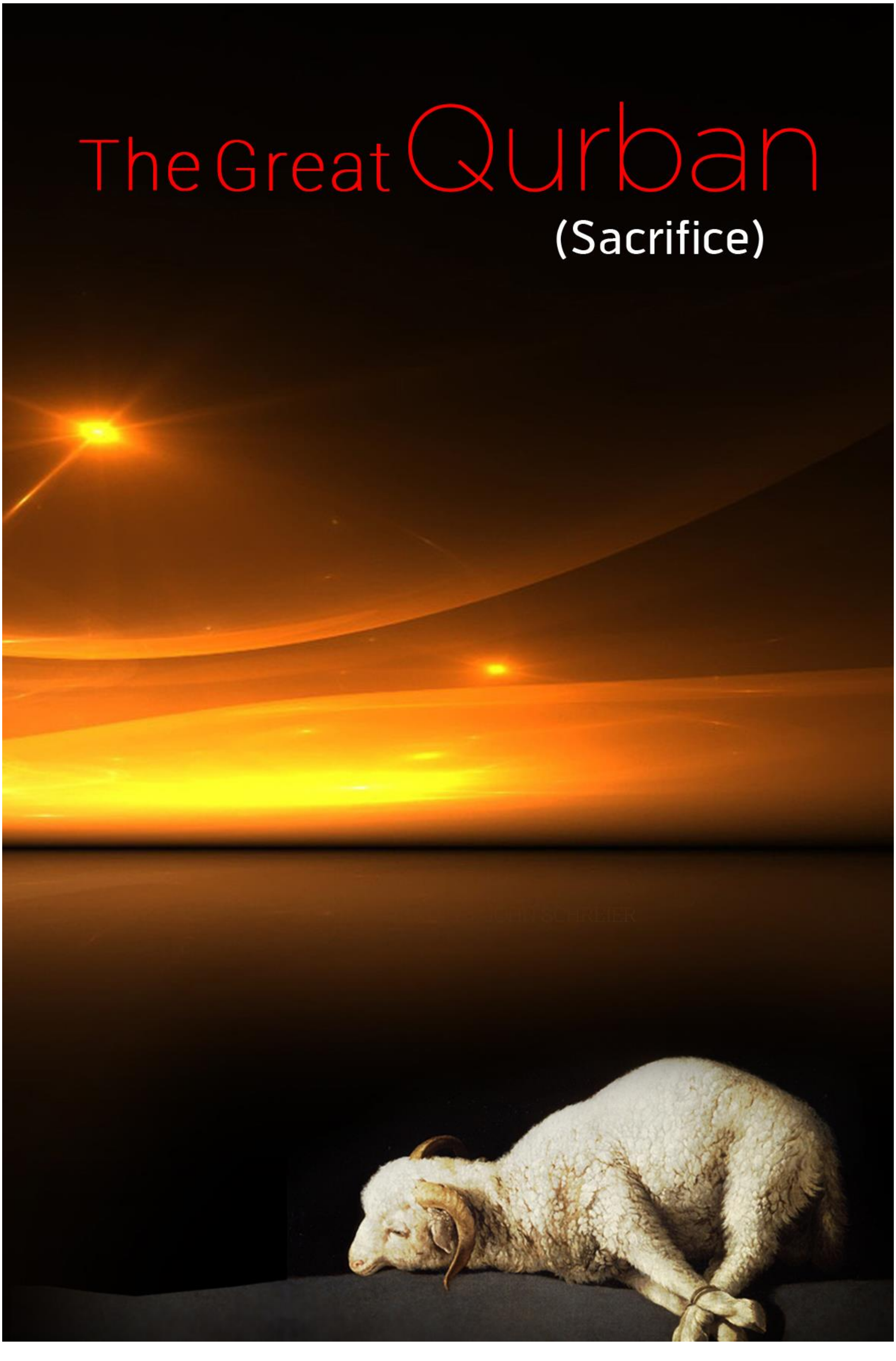

تعارف

یہ کتابچہ اُن موضوعات کو کھولتا ہے جو اِسلام اور مسیحیت میں مشترکہ ہیں۔ یہ اُن موضوعات پر وسیع تر نقطہء نظریات کے لئے قُرآنِ مجید، تُوریت، زبُور اور اِنجیل کو بُنیاد بنا کر مُسلمانوں اور مسیحیوں کے عقائد کی وضاحت کرتا ہے۔ اِس کتابچہ کا مقصد مُسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان اُن موضوعات پر بہتر تفہیم کو فروغ دینا ہے جو دونوں مذاہب میں مشترکہ ہیں۔

ابرہام

خُدا کا دوست

ابرہام ایک عظیم نبی تھے اور مُسلمان اور مسیحی اُنہیں اپنا رُوحانی جدِ امجد سمجھتے ہیں۔ ابرہام خُدا کے ساتھ راست تعلق رکھتے تھے اور اُنہیں قُرآنِ پاک اور بائبل مُقدس دونوں میں خُدا کا دوست بھی کہا گیا ہے۔

قُرآن پاک میں ہم پڑھتے ہیں، "اور اُس سے بہتر کس کا دِین جس نے اپنا مُنہ اللہ کے لئے جُھکا دیا اور وہ نیکی والا ہے اور ابراہیمؑ کے دِین پر جو ہر باطل سے جُدا تھا اور اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا" (سورۃ النساء آیت ۱۲۵، ترجمہ کنزالایمان)۔

بائبل مُقدس میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے، "اور یہ نوشتہ پُورا ہُوا کہ ابرہام خُدا پر ایمان لایا اور یہ اُس کے لئے راستبازی گنا گیا اور وہ خُدا کا دوست کہلایا" (یعقوب ۲:۲۳)۔

ابرہام نے خُدا سے یہ مہربانی کیسے حاصل کی کہ خُدا نے اُسے اپنا دوست کہا؟ ایک وجہ یہ بھی کہ جب ابرہام کے زمانہ میں بہت سے لوگ بُتوں کی پُوجا کرتے تھے حتیٰ کہ اُس کے اپنے گھرانے کے لوگ بھی بُت پرست تھے تو ابرہام بڑے احتیاط کے ساتھ صرف ایک خُدا کی عِبادت کرتا تھا۔

قُرآنِ پاک میں ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا "اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا، کیا تُم بُتوں کو خُدا بناتے ہو، بے شک مَیں تُمہیں اور تُمہاری قوم کو کُھلی گمراہی میں پاتا ہُوں ۔۔۔ بے شک مَیں نے اپنا رُخ (ہر سمت سے ہٹا کر) یکسوئی سے اُس (ذات) کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور (جان لو کہ) مَیں مُشرکوں میں سے نہیں ہُوں" (سورۃ الانعام آیات ۷۵، ۷۹)۔

ہمیں محتاط رہنا چاہئے کہ خُدا کے سوا ہماری زندگی میں کوئی اور معبود نہ آئے۔شاید ہم جسمانی بُتوں کی عبادت نہیں کرتے لیکن کیا ہمارے پاس ایسی چیزیں ہیں جن کو ہم خُدا سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، مثلاً، پیسہ، حیثیت، خاندان؟ یہ چیزیں ہماری زندگی میں آسانی سے معبود بن سکتی ہیں جو ہمیں سچے خُدا کی عبادت سے ہٹا سکتی ہیں۔

ابرہام کے علاوہ، ایک اور نبی ہے جو خُدا کے قریب ہے۔درحقیقت خُدا نے اُس سے براہِ راست کلام کیا۔کیا آپ جانتے ہیں وہ نبی کون ہے؟ اگلے باب میں ہم اُس کے بارے میں مزید بات کریں گے۔اُس کی زندگی سے سیکھیں گے کہ ہم خُدا کے نزدیک کیسے ہو سکتے ہیں۔

ابرہام خُدا پر ایمان لایا اور یہ اُس کے لئے راست بازی گِنا گیا

خُدا کی پسندیدہ زندگی گزارتے ہُوئے ابرہام مکمل طور پر گُناہ سے پاک نہیں تھا۔ قُرآنِ پاک میں ابرہام نے خُدا سے دُعا کی "اور اُسی سے مَیں اُمید رکھتا ہُوں کہ روزِ قیامت وہ میری خطائیں معاف فرمادے گا" (سورۃ الاشعرا آیت ۸۲)۔

حالانکہ ابرہام کامل نہیں تھا تو بھی اپنے ایمان کی بدولت وہ راست باز گِنا گیا۔اِس سے ہمیں بڑی حوصلہ افزائی مِلتی ہے۔ہم چاہے کتنی بھی کوشش کرلیں، کبھی نہ کبھی گُناہ میں گر جاتے ہیں۔لیکن خُدا معاف کرنے والا خُدا ہے اور اگر ہم توبہ کریں تو وہ معاف کردے گا۔ابرہام کی زندگی سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہمارے لئے کامل اِنسان نہ ہوتے ہُوئے بھی خُدا کی پسندیدہ زندگی بسر کرنا ممکن ہے۔ابرہام نے کیا کِیا تھا جو خُدا کو پسند آیا اور ہم اُس کی زندگی سے کیسے سیکھ سکتے ہیں؟

پیچھے ہم نے پڑھا تھا "ابرہام خُدا کا دوست کہلایا" اِس لئے کہ وہ واحد خُدا کی عبادت

کرتا تھا اور خُدا کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا تھا۔ اِس کے علاوہ ہم اُس کی زندگی سے ایک اور اہم بات سیکھ سکتے ہیں۔ ابرہام خُدا پر اِیمان لایا۔

خُدا پر اِیمان لانا اِس قدر اہم ہے کہ خُدا ہمیں صرف ہمارے ظاہری مذہبی رویہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اِیمان کی وجہ سے راست باز سمجھتا ہے۔ قرآنِ پاک فرماتا ہے"نیکی یہ نہیں کہ اپنے مُنہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو اور لیکن اصل نیکی اِس کی ہے جو اللہ اور یومِ آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر اِیمان لائے اور مال دے اس کی محبت کے باوجود جو قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔ اور نماز قائم کرے اور زکواۃ دے اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں اور خصوصاً جو تنگ دستی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جنھوں نے سچ کہا اور یہی بچنے والے ہیں"(سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷)۔

توریت بھی ہمیں بتاتی ہے کہ خُدا نے ابرہام کو تب راست باز سمجھا جب وہ اِیمان لایا۔ ابرہام اور اُس کی بیوی جب عُمر رسیدہ ہو چکے اور ابھی تک بے اُولاد تھے، خُدا نے اُسے بہت سی اُولاد دینے کا وعدہ کیا۔ اگرچہ یہ ناممکن لگتا تھا ابرہام خُدا پر اِیمان لانے کی بدولت راست باز گنا گیا۔

توریت بتاتی ہے کہ خُدا نے ابرہام سے کہا"اب آسمان کی طرف نگاہ کر اور اگر تُو ستاروں کو گن سکتا ہے تو گن اور اُس سے کہا کہ تیری اُولاد ایسی ہی ہوگی۔ اور وہ خُداوند پر اِیمان لایا اور اِسے اُس نے اُس کے حق میں راست بازی شُمار کیا"(پیدائش ۱۵:۵-۶)۔

ابرہام خُدا کے لئے کوئی قیمتی چیز قربان کرنے کو تیار تھا

ابرہام خُدا پر اِیمان لایا اور اِیمان نے اُسے مکمل طور پر خُدا کی پیروی کے لئے پُرعزم

بنا دیا۔قرآنِ پاک فرماتا ہے" بے شک ابراہیم علیہ السلام (تنہا ذات میں)ایک اُمت تھے، ہر باطل سے کنارہ کش (صرف اُسی کی طرف یکسُو) تھے،اور شرک نہ تھے" (سورۃ النحل، آیت ۱۲۰)۔

قرآنِ پاک اور تَورَیت دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ خُدا نے ابرہاؔم سے کہا کہ اپنا بیٹا قربان کر دے۔ایک طویل عرصہ تک اَولاد کا اِنتظار کرنے کے بعد ابرہاؔم کا بیٹا یقیناً اُس کے لئے سب سے قیمتی تھا۔ تُو بھی جب خُدا نے اُس سے بیٹے کی قربانی مانگی تو وہ حکم کی تعمیل کے لئے تیار تھا۔

قرآنِ پاک میں ہم پڑھتے ہیں"پھر جب وہ اُس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اَے میرے بیٹے مَیں نے خواب دیکھا مَیں تجھے ذبح کرتا ہُوں اب تُو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اَے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خُدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔۔۔اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ فدیہ میں دے کر اُسے بچا لیا" (سورۃ الصافات آیات ۱۰۲، ۱۰۷)۔

خُدا ہم سے اپنی فرمانبرداری کے لئے کیا کہہ رہا ہے؟ کیا ہم خُدا کا حکم ماننے کو تیار ہیں خواہ اُس کی کوئی بھی قیمت ہو۔اگر خُدا کی فرمانبرداری تقاضا کرتی ہے تو کیا ہم اپنی سب سے قیمتی چیز دینے کو تیار ہیں؟ابرہاؔم کو خُدا سے اِس حد تک محبت تھی کہ وہ اپنا بیٹا قربان کرنے کو تیار تھا۔

اگرچہ ابرہاؔم کو خُدا سے بڑی محبت تھی، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اِنسان کے لئے خُدا کی محبت اُس سے بھی بڑی ہے؟ کیا خُدا بھی اِنسان سے اپنی محبت میں اپنی سب سے قیمتی چیز دینے کو تیار ہے؟

خُدا نے ہم سے اپنی محبت کا اِظہار کیا

خُدا پیار کرنے والا خُدا ہے۔قرآنِ پاک اور تَورَیت دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ آخر

میں خُدا نے ابرہاؔم کو اپنے بیٹے کی قربانی دینے سے روک دیا۔ بلکہ اُس کی خاطر قربان ہونے کے لئے ایک برّہ مہیا کر دیا۔ کیسی دِلچسپ بات ہے کہ قرآنِ پاک کہتا ہے کہ خُدا کی طرف سے پیش کردہ جانور کو ایک اہم قربانی کہا جاتا ہے، جِس کا مطلب ہے خُدا کے لئے اہمیت اور قدر کا حامل۔ ایک سادہ جانور کو اہم کیوں کہا جائے گا؟ کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ جانور کی یہ قربانی آنے والی عظیم قربانی کی طرف اِشارہ کر رہی ہو؟ تَورَیت میں قلم بند واقعہ بھی اِسی طرف اِشارہ کرتا ہے۔

تَورَیت میں ہم پڑھتے ہیں" اور ابرہاؔم نے ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ تب خُداوند کے فرشتہ نے اُسے آسمان سے پُکارا کہ اَے ابرہام! اَے ابرہام! اُس نے کہا مَیں حاضر ہُوں۔ پھر اُس نے کہا کہ تُو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اُس سے کچھ کر کیونکہ مَیں اب جان گیا کہ تُو خُدا سے ڈرتا ہے اِس لئے کہ تُو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اِکلوتا ہے دریغ نہ کیا۔ اور ابرہام نے نِگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جِس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے۔ تب ابرہاؔم نے جا کر اُس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔ اور ابرہاؔم نے اُس مقام کا نام یہوواہ یِری رکھا چنانچہ آج تک یہ کہاوت ہے کہ خُداوند پہاڑ پر مہیّا کرے گا"(پیدائش ۲۲: ۱۰-۱۴)۔

پچھلی آیات میں جب ابرہاؔم کے بیٹے نے پوچھا تھا کہ قربانی کے لئے جانور کہاں ہے تو ابرہاؔم نے جواب میں کہا تھا کہ اَے میرے بیٹے خُدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برّہ مہیّا کرے گا۔ لیکن آخر میں خُدا نے ابرہاؔم کو جو مہیّا کیا وہ برّہ نہیں مینڈھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ابرہاؔم مسلسل اُس دِن کا منتظر تھا جب خُدا اُسی پہاڑ پر سوختنی قربانی کے لئے ایک برّہ مہیّا کرے گا۔ اِس لئے ابرہاؔم نے اُس مقام کا نام "خُدا مہیّا کرے گا" رکھا، "خُدا نے مہیّا کر دیا" نہیں رکھا۔

قرآنِ پاک اور تَورَیت دونوں میں ہماری رُوحوں کو بچانے کے لئے خُدا ہی فِدیہ

مہیّا کرتا ہے ۔واحد خُدا ہی ہمیں بچا سکتا ہے ۔

قرآنِ پاک اِس سچائی کی تعلیم یُوں دیتا ہے "اور جن لوگوں نے اپنے دِین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دُنیا کی زندگی نے اُن کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اُن سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اُس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہو تا کہ (قیامت کے دِن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے (اُس روز) خُدا کے سوا نہ تو کوئی اُس کا دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ۔اور اگر وہ ہر چیز (جو روئے زمین پر ہے بطور) معاوضہ دینا چاہے تو وہ اُس سے قبول نہ ہو یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت میں ڈالے گئے اُن کے لئے پینے کو کھولتا ہُوا پانی رکھ دینے والا عذاب اِس لئے کہ کفر کرتے تھے" (سورۃالانعام آیت ۷۰،ترجمہ فتح محمد الندھری)۔

لیکن خُدا اپنی رحمت میں ہمیں ہلاکت سے بچائے گا،اُس کے سوا کوئی نہیں ۔ہم اپنے آپ کو بچانے کے لئے فِدیہ ادا نہیں کرسکتے ۔وہ قیمتی فِدیہ کیا ہے جو خُدا ہمیں بچانے کے لئے مہیّا کرے گا؟

جانوروں کی قربانی کی اہمیت

خُدا کے لئے جانوروں کی قربانیاں اہم ہیں ۔ابرہاؔم کے معاملہ میں نہ صرف خُدا نے اُسے اپنا بیٹا قربان کرنے سے روک کر اُسے واپس بھیجا بلکہ خُود ایک جانور مہیّا کیا تا کہ ابرہاؔم اُس کے لئے قربانی گزران سکے ۔

ابرہاؔم کے معاملہ میں جانور کی قربانی نے اُس کے بیٹے کی جان بچائی ۔قرآن پاک میں ایک دِلچسپ کہانی ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ قربانی کا جانور مرنے والے کو کیسے زندگی دے سکتا

ہے۔ جب لوگ شک میں تھے کہ کِس نے ایک آدمی کو قتل کِیا ہے تو اُنہیں ہدایت دی گئی تھی کہ ایک بے عجیب جانور کی قربانی کریں ۔اور جب مُردہ شخص کا جسم قربانی کے جانور کے ساتھ لگا تو وہ مُردہ شخص زِندہ ہو گیا۔

موسیٰ نے کہا' خُدا فرماتا ہے کہ وہ بَیل کام میں لگا ہُوا نہ ہو نہ تو زمین جوتتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتا ہو۔اُس میں کِسی طرح کا داغ نہ ہو۔ کہنے لگے ۔اب تُم نے سب باتیں درست بتا دِیں۔ (بڑی مشکل سے)انہوں نے اُس بیل کو ذبح کِیا اور وہ ایسا کرنے والے تھے نہیں ۔۔۔اور جب تُم نے ایک شخص کو قتل کر دِیا پھر تُم آپس میں اس (الزام میں)میں جھگڑنے لگے اور اللہ (وہ بات) ظاہر فرمانے والا تھا جسے تُم چھپا رہے تھے۔۔۔پھر ہم نے حکم دِیا کہ اس (مردہ) پر (گائے) کا ایک ٹکڑا مارو، اِسی طرح اللہ مُردوں کو زِندہ فرماتا ہے (یا قیامت کے دِن مُردوں کو زِندہ کرے گا) اور تُمہیں نشانیاں دِکھاتا ہے تا کہ تُم عقل وشعور سے کام لو" (سورۃ البقرہ آیت ۷۱،۷۲،۷۳)۔

جانوروں کی قربانیاں اہم ہوتے ہُوئے ،صرف قربانی کی رسم خُدا کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی جب تک ہمارا دل ٹھیک نہ ہو۔

قرآنِ پاک فرماتا ہے"اور قربانی کے بڑے جانور،ہم نے تُمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے بنا دِیا ہے، تُمہارے لئے اُن میں بڑی خیر ہے۔سو اُن پر اللہ کا نام لو،اِس حال میں کہ گھٹنا بندھے کھڑے ہوں ،پھر جب اُن کے پہلو گر پڑیں تو اُن سے کچھ کھاؤ اور قناعت کرنے والے کو کھلاؤ اور مانگنے والے کو بھی ۔اِس طرح ہم نے اُنہیں تُمہارے لئے مسخر کر دِیا، تا کہ تُم شکر کرو۔اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خُون اور لیکن اُسے تُمہاری طرف سے تقویٰ پہنچے گا۔اِسی طرح اُس نے اُنہیں تُمہارے لئے مسخر کر دِیا، تا کہ تُم اُس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اُس نے تُمہیں ہدایت دی اور نیکی کرنے والوں کو خُوشخبری سُنا دے" (سورۃ الحج آیات ۳۶، ۳۷)۔

زبور بھی اِسی سچائی کی بازگشت کرتا ہے جب داؤد لکھتا ہے کہ" کیونکہ قربانی میں تیری

خوشنودی نہیں ورنہ مَیں دیتا۔ سوختنی قربانی سے تجھے کچھ خوشی نہیں۔ شکستہ رُوح خُدا کی قربانی ہے۔ اَے خُدا تُو شکستہ اور خستہ دِل کو حقیر نہ جانے گا۔ اپنے کرم سے صیُّون کے ساتھ بھلائی کر۔ یروشلیم کی فصیل کو تعمیر کر۔ تب تُو صداقت کی قربانیوں اور سوختنی قربانی اور پُوری سوختنی قربانی سے خُوش ہو گا۔ اور وہ تیرے مذبح پر بچھڑے چڑھائیں گے" (زبور ۵۱:۱۶-۱۹)۔

کیا ہم خُدا کے ساتھ اپنے تعلق کو محض مذہبی رسُومات کی طرح سمجھتے ہیں؟ کیا ہمارا دِل سچ مچ اُس کا طالب ہے؟

قرآن پاک اور تُوریت میں ابرہام کی کہانیوں میں ہم نے سیکھا کہ وہ حقیقتاً ایک ایسا شخص تھا جسے خُدا نے بہت عزت دی۔ ابرہام کے بعد ایک اور نبی بھی ہے جسے خُدا نے بہت عزت دی۔ اُس کو اُن لوگوں میں بیان کیا گیا جو خُدا کے مقرب تھے۔ وہ شخص کون ہے؟

اگرچہ ابرہام خُدا کا دوست کہلایا، کچھ مواقع پر اُس سے خطائیں ہوئیں اور اُسے خُدا سے معافی مانگنا پڑی۔ کیا قرآنِ پاک، تُوریت، زبور اور انجیل مُقدس میں کوئی شخص ہے جو بے گناہ ہو اور اُسے خُدا سے کبھی معافی نہ مانگنا پڑی ہو؟

آیئے جب ہم دیگر ابواب میں مزید تحقیق کرتے ہیں تو اپنے رُوحانی سفر کی مزید گہرائی میں چلیں۔

مُوسیٰ ؑ

خُدا نے مُوسیٰ سے رُوبرُو کلام کیا

ابرہام ایک نبی تھا جو خُدا کے قریب تھا اور وہ خُدا کا دوست کہلاتا تھا۔ دوسرا نبی جو خُدا کے قریب تھا وہ مُوسیٰ تھا۔ قرآنِ پاک اور تُوریت دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ مُوسیٰ خُدا کے اس قدر قریب تھا کہ خُدا اُس سے رُوبرُو باتیں کرنے کے لئے بذاتِ خُود نیچے اُتر آیا، کسی فرشتہ کی معرفت کلام نہیں کیا۔

قرآنِ پاک فرماتا ہے"اور (ہم نے) کئی ایسے رسول بھیجے ہیں جن کے حالات ہم (اس سے) پہلے آپ کو سُنا چکے ہیں اور (کئی) ایسے رسول بھی ہیں جن کے حالات ہم نے (ابھی تک) آپ کو نہیں سُنائے اور اللہ نے مُوسیٰ (علیہ السلام) سے (بلا واسطہ) گفتگو (بھی)فرمائی" (سورۃ النسا آیت ۱۶۴)۔

تَوریت فرماتی ہے"اور جیسے کوئی شخص دوست سے بات کرتا ہے ویسے ہی خُداوند رُو برُو ہو کر مُوسیٰ سے باتیں کرتا تھا" (خروج ۳۳: ۱۱)۔

قرآن پاک فرماتا ہے"پھر جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا تو اُس نے پہاڑی کی طرف سے ایک آگ دیکھی، اپنے گھر والوں سے کہا تم ٹھہرو، بے شک مَیں نے ایک آگ دیکھی ہے، ہو سکتا ہے کہ مَیں تُمہارے لئے اِس سے کوئی خبر لے آؤں ، یا آگ کا کوئی انگارا، تاکہ تُم تاپ لو۔۔۔تو جب وہ اس کے پاس آیا اسے اس بابرکت قطعہ میں وادی کے دائیں کنارے سے ایک درخت سے آواز دی گئی کہ اَے موسیٰ !بلاشبہ مَیں ہی اللہ ہُوں ۔جو سارے جہانوں کا رب ہے" (سورۃ القصص ، آیات ۲۹، ۳۰)۔

تَوریت فرماتی ہے"اور خُداوند کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلہ میں اُس پر ظاہر ہُوا ۔اُس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہُوئی ہے پر وہ جھاڑی بھسم نہیں ہوتی ۔تب موسیٰ نے کہا مَیں اب ذرا اُدھر کترا کر اِس بڑے منظر کو دیکھوں کہ یہ جھاڑی کیوں نہیں جل جاتی ۔جب خُداوند نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو کترا کر آ رہا ہے تو خُدا نے اُسے جھاڑی میں سے پکار کر کہا اَے موسیٰ !اَے موسیٰ !اُس نے کہا مَیں حاضر ہُوں" (خروج ۳: ۲-۴)۔

موسیٰ کی زندگی سے ہم کیا سیکھ سکتے ہیں جو ہمیں خُدا کی پسندیدہ زندگی گزارنے میں مدد دے؟ سب سے پہلے، موسیٰ بھی ابرہام کی طرح زیادہ معبودوں کی عبادت نہیں کرتا تھا اور تعلیم دیتا تھا کہ خُدا صرف ایک ہے۔

توریت میں موسیٰ نے تعلیم دی کہ ''سُن اے اِسرائیل! خُداوند ہمارا خُدا ایک ہی خُداوند ہے'' (اِستثنا ۶:۴)۔

سچا مذہب ہمیشہ ایک خُدا پر ایمان سے شروع ہوتا ہے۔ خُدا اِتنا عظیم ہے کہ ہم اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر سکتے۔

ماضی میں خُدا اپنے نبیوں سے باتیں کیا کرتا تھا۔ آج خُدا اپنے لوگوں سے اپنے کلام کے ذریعے ''بولتا'' ہے۔ کیا جب خُدا ہم سے بات کرتا ہے تو ہم اُس کی طرف توجہ دیتے ہیں؟ کیا ہم توریت، زبور اور اِنجیل میں خُدا کے کلام کو پڑھنے اور اُس پر غور کرنے کے لئے کافی وقت دیتے ہیں؟

خُدا موسیٰ پر اپنی رحمت ظاہر کرتا ہے

پیچھے ہم نے پڑھا تھا کہ ابرہام سے خُدا کے قریب ہوتے ہُوئے خطائیں ہُوئیں اور خُدا نے اُسے معاف کر دیا۔ اِسی طرح ہم قرآن اور توریت دونوں میں پڑھتے ہیں کہ موسیٰ نے قتل کا ایک سنگین گناہ کیا تھا اور خُدا نے اپنی رحمت کے پیشِ نظر اُس کو بھی معاف کر دیا۔

توریت ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ ''اِتنے میں جب موسیٰ بڑا ہُوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا اور اُن کی مشقتوں پر اُس کی نظر پڑی اور اُس نے دیکھا کہ ایک مصری اُس کے ایک عبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر نگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو اُس مصری کو جان سے مار کر اُسے ریت میں چھپا دیا'' (خروج ۲:۱۱-۱۲)۔

خُدا کے دو عظیم انبیاء، ابرہام اور موسیٰ کے بارے میں ہم جو پڑھتے ہیں اُس سے سیکھتے ہیں کہ گناہ میں گرنا اِنسان کی فطرت ہے۔ پھر بھی جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہمیں یقین واثق ہے

کہ خُدا رحیم ومہربان ہے۔اگر ہم توبہ کریں تو خُدا ہمیں معاف کرنے کو تیار ہے اور ہمیں اپنے لئے بڑے بڑے کام کرنے کے لئے مسلسل اِستعمال میں رکھ سکتا ہے۔جس طرح اُس نے ابرہام اور موسیٰ کے ساتھ کیا۔کیا ہم باقاعدگی سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کے لئے خُدا کے حضور جاتے ہیں؟

موسیٰ نے خُدا کی فرمانبرداری میں بڑی قربانیاں دیں

پہلے باب میں ہم نے دیکھا کہ ابرہام خُدا کا حکم بجالانے کے لئے کس طرح تیار تھا حالانکہ اُس سے اُس کے بیٹے کی قربانی طلب کی گئی۔اِسی طرح، جب موسیٰ نے خُدا کی فرمانبراری کا فیصلہ کیا تو اُسے ایک بڑی قربانی دینا پڑی۔خُدا نے موسیٰ کو حکم دیا، جا فرعون سے کہہ بنی اِسرائیل کو مُلکِ مصر سے جانے دے۔موسیٰ کے پاس ڈرنے کی ہر وجہ تھی۔مصری ایک طاقتور قوم تھے اور موسیٰ کو مصر کے بادشاہ کو کہنا تھا کہ خُدا کے لوگوں کو جانے دے۔موسیٰ کو اپنی جان خطرہ میں ڈال کر یہ کرنا تھا۔تو بھی اُس نے خُدا کے حکم کی تعمیل کی۔

ہم ابرہام اور موسیٰ، خُدا کے قریبی دونوں انبیاء کرام کی زندگیوں سے کچھ اہم اسباق سیکھ سکتے ہیں۔دونوں ایک سچے خُدا پر ایمان رکھتے تھے۔اور وہ ہر قیمت پر خُدا کی فرمانبراری کے لئے مکمل طور پر تیار تھے۔اگر آپ جانتے ہیں کہ خُدا آپ کو کسی کام میں فرمانبرداری کے لئے بُلا رہا ہے تو کیا آپ کسی بھی قیمت پر خُدا کا حکم بجالانے کے لئے تیار ہوں گے؟

کئی برسوں بعد، یسوعؔ نے بھی اپنے شاگردوں کو خبردار کیا کہ اُنہیں بھی اپنے سے پہلے انبیاء کی طرح مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔لیکن اگر خُدا کی فرمانبرداری کی قیمت بڑی ہے تو اجر بھی بہت بڑے ہیں۔

یسوعؔ نے اِنجیل مُقدس میں فرمایا ”جب میرے سبب سے لوگ تُم پر لعن طعن کریں

گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تُمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تُم مُبارک ہو گے۔ خُوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تُمہارا اجر بڑا ہے اِس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تُم سے پہلے تھے اِسی طرح ستایا تھا" (متّی ۵: ۱۱-۱۲)۔

خُدا نے موسیٰ کو بڑی نشانیاں دِیں

جب خُدا ہمیں کِسی بات میں اپنی فرمانبرداری کے لئے بُلاتا ہے تو وہ ہمیں لاچار نہیں چھوڑتا۔ وہ ہمیشہ ہمیں اُس کام کو پورا کرنے کے لئے وسائل مہیا کرتا ہے۔ خُدا نے موسیٰ کو بُلایا تاکہ فرعون کو مجبور کرنے کے لئے ہر مشکل کام کرے کہ وہ خُدا کے لوگوں کو جانے دے۔ موسیٰ کی مدد کے لئے خُدا نے اُسے بہت سی نشانیاں دِیں جو مافوق الفطرت تھیں اور فرعون کو قائل کرنے والی تھیں کہ خُدا موسیٰ کے ساتھ ہے۔

قرآنِ پاک ہمیں بتاتا ہے "اور بلا شُبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو واضح نشانیاں دِیں، سو بنی اِسرائیل سے پوچھ، جب وہ ان کے پاس آیا تو فرعون نے اس سے کہا یقیناً میں تو تجھے اے موسیٰ! جادو زدہ سمجھتا ہُوں" (سورۃ بنی اِسرائیل آیت ۱۰۱)۔

اگرچہ موسیٰ نے یہ نو نشانیاں مصریوں کو دِکھائیں ،فرعون نے توبہ نہ کی۔ یہ تسلیم کرنے کی بجائے کہ خُدا موسیٰ کے ساتھ ہے اُس نے موسیٰ پر جادوگری کا اِلزام لگا دِیا۔

تَورَیت بتاتی ہے کہ موسیٰ نے دس نشانیاں دِکھائیں جن سے بالآخر اُس نے ہمت ہار کر خُدا کے لوگوں کو مصر سے جانے دِیا۔ دسویں نشانی تھی جب خُدا مصر کے بیچ سے ہو کر گزرا اور مصریوں کے ہر پہلوٹھے کو ہلاک کرتا گیا۔

موسیٰ نے کہا کہ "خُداوند یُوں فرماتا ہے کہ مَیں آدھی رات کو نکل کر مصر کے بیچ سے

جاؤں گا۔اور مُلکِ مصر کے سب پہلوٹھے فرعون جو تخت پر بیٹھا ہے اُس کے پہلوٹھے سے لے کر وہ لَونڈی جو چکی پیستی ہے اُس کے پہلوٹھے تک اور سب چوپایوں کے پہلوٹھے مر جائیں گے" (خروج ۱۱:۴-۵)۔

تَورَیت میں خُدا موسیٰ کو ہدایت دیتا ہے "پس اِسرائیلیوں کی ساری جماعت سے یہ کہہ دو کہ اِسی مہینے کے دسویں دِن ہر شخص اپنے آبائی خاندان کے مطابق گھر پیچھے ایک بّرہ لے۔۔۔ تُمہارا برّہ بے عیب اور یکسالہ نر ہو اور ایسا بچہ یا تو بھیڑوں میں سے چُن کر لینا یا بکریوں میں سے۔ اور تُم اُسے اِس مہینے کی چودھویں تک رکھ چھوڑنا اور اِسرائیلیوں کے قبیلوں کی ساری جماعت شام کو اُسے ذبح کرے۔اور تھوڑا سا خُون لے کر جن گھروں میں وہ اُسے کھائیں اُن کے دروازوں کے دونوں بازوؤں اور اُوپر کی چوکھٹ پر لگا دیں۔۔۔اِس لئے کہ مَیں اُس رات مُلکِ مصر میں سے ہو کر گزروں گا اور اِنسان اور حیوان کے سب پہلوٹھوں کو جو مُلکِ مصر میں ہیں ماروں گا اور مصر کے سب دیوتاؤں کو بھی سزا دُوں گا مَیں خُداوند ہُوں" (خروج ۱۲:۳،۵-۷،۱۲-۱۳)۔

بجائے اِس کے کہ ابرہام کا بیٹا مرتا، اُس کی جگہ ایک جانور مر گیا۔مصر میں اُس کے پہلوٹھوں کے ساتھ اُن کے جانوروں کے پہلوٹھے بھی مر گئے۔یہ ایک عام اصول ہے کہ جانور کی قربانی کسی طرح متبادل کے طور پر کام کرتی ہے۔

موسیٰ نے جانوروں کی قربانی کا آغاز کیا

موسیٰ نے لوگوں کو جانوروں کی قربانی کی اہمیت کے بارے سکھایا کہ وہ ہمارے گناہ اُٹھا لیتی ہے اور ہماری جان کو ہلاکت سے بچاتی ہے۔

تَورَیت میں خُدا نے موسیٰ سے کہا "اور بنی اِسرائیل سے کہہ کہ تُم خطا کی قربانی کے لئے

ایک بکرا اور سوختنی قربانی کے لئے ایک بچھڑا اور ایک برّہ جو یکسالہ اور بے عیب ہوں لو" (احبار ۹:۳)۔

قرآنِ پاک بھی خُدا کے حضور جانوروں کی قربانی تب گزارنے کے متعلق کہتا ہے جب آپ حج کے کچھ تقاضے پورے کرنے سے قاصر ہوں۔ مُسلمانوں کا ایمان ہے کہ حج ادا کرنے کے بعد وہ گناہ سے پاک ہو جاتے ہیں۔

"اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو اگر تم روک دیئے جاؤ تو قربانی میں جو میسر ہو (کرو) اور اپنے سروں کو نہ مونڈو، یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پہنچ جائے، پھر تم میں سے جو بیمار ہو یا اُسے اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزے یا صدقے یا قربانی میں سے کوئی ایک فدیہ ہے۔ پھر جب تم امن میں ہو جاؤ تو تم میں سے جو عمرہ سے حج تک فائدہ اُٹھائے تو قربانی میں سے جو میسر ہو (کرے)۔۔۔" (سورۃ البقرہ آیت ۱۹۶)۔

ممتاز مُسلمان عالمِ دین امام غزالی کی تعلیم ہے "بڑے پیمانہ پر قربانی لوگوں کو خُدا کے نزدیک لاتی ہے۔ اُمید رکھیں کہ قربانی کے جانور کے ہر عضو کے بدلے اللہ آپ کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا" (احیاعلوم الدین والیم نمبر 1، صفحہ نمبر 257)۔

گناہ معاف ہونے سے پیشتر خُدا کو قربانیاں کیوں پیش کی جانی چاہئیں؟ کیا اِس لئے کہ خُدا ایسا اِنصاف کرنے والا ہے جو گناہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اِس لئے سزا کا جُرمانہ ادا کرنا ہی ہے خواہ ہم خود کریں یا کوئی دوسرا ہمارا فدیہ ادا کرے؟

قربانی کے جانور کو بے عیب کیوں ہونا چاہئے؟ کیا کوئی چیز جس میں عیب ہے وہ ہمارے عیب یا گناہ اُٹھا سکتی ہے؟

کیا محض جانور ہی اِنسان کے متبادل کے طور پر کام آ سکتے ہیں؟ یا وہ محض کسی بڑی قربانی کی علامت ہیں جس کو قرآنِ پاک کامل قربانی کہتا ہے۔

خُدا نے موسیٰ کو اپنا کلام دِیا

قرآنِ پاک اور اِنجیل مُقدّس دونوں بتاتے ہیں کہ خُدا نے موسیٰ کو توریت (شریعت) دی اپنے لوگوں کو دِکھانے کے لئے کہ وہ اُس کے ساتھ اپنی زندگی صحیح تعلق میں کیسے گزاریں۔

قرآن فرماتا ہے "پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی اس شخص پر (نعمت) پوری کرنے کے لئے جس نے نیکی کی پیروی کی اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کے لئے، تا کہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں" (سورۃ الانعام آیت ۱۵۴)۔

اِنجیل مُقدّس فرماتی ہے "کیا موسیٰ نے تمہیں شریعت نہیں دی؟" (یوحنا ۷:۱۹)۔

مُسلمانوں کا ماننا ہے کہ خُدا نے موسیٰ کو توریت (شریعت) دینے کے بعد زبور، اِنجیل دی اور آخر میں قرآن بھی دِیا جو پہلی اُن تمام کِتابوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے جو حضرت محمدؐ کے زمانہ میں لوگوں کے پاس تھیں۔

قرآنِ پاک میں خُدا نے حضرت محمدؐ سے کہا "اور جو کتاب (قرآن) ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے وہی حق ہے اور اپنے سے پہلے کی کِتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔۔۔" (سورۃ فاطر آیت ۳۱)۔

قرآنِ پاک تصدیق کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ سے لے کر حضرت محمدؐ تک کی طویل مُدت میں کوئی بھی خُدا کے کلام میں تحریف نہیں کر سکا کیونکہ خُدا نے خود اس کی حفاظت کی۔

قرآنِ پاک میں خُدا نے حضرت محمدؐ سے کہا "اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے طور پر بھیجی، اس حال میں کہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو کتابوں میں سے اس سے پہلے ہے اور اس پر محافظ ہے۔۔۔" (سورۃ المآیدۃ آیت ۴۸)۔

بائبل مُقدّس بھی گواہی دیتی ہے کہ خُدا اپنے کلام کو تحریف سے محفوظ رکھنے کی قُدرت رکھتا ہے۔

بائبل مُقدّس سکھاتی ہے "ہاں گھاس مرجھاتی ہے۔پھُول کُملاتا ہے پر ہمارے خُدا کا کلام ابد تک قائم ہے" (یسعیاہ ۴۰:۸)۔

خُدا صدیوں سے اپنے کلام کی حفاظت کرتا رہا ہے اِس لئے کہ یہ کلام قیمتی ہے۔کیا ہم خُدا کا کلام باقاعدگی سے پڑھ رہے ہیں؟ کیا ہم خُدا کے کلام کو سمجھنے اور اِس کی تعلیمات پر غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

چونکہ خُدا نے اِن ساری کُتب میں ہم پر اپنا کلام منکشف کیا ہے اِس لئے وہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اِن کو پڑھیں اور جانیں۔

موسیٰ نے لوگوں کو توریت (شریعت) دی اور کہا کہ فیصلہ کرلو کہ تُم کس راستہ پر جاؤ گے۔۔۔خُدا کا راستہ کو بچاتا ہے یا وہ غلط راستہ جو موت کی طرف لے جاتا ہے۔

توریت میں موسیٰ نے تعلیم دی "مَیں نے زندگی اور موت اور برکت اور لعنت کو تیرے آگے رکھا ہے پس تُو زندگی کو اِختیار کر کہ تُو بھی جیتا رہے اور تیری اَولاد بھی" (اِستثنا ۳۰:۱۹)۔

خُدا فی الحقیقت مہربان خُدا ہے۔وہ ہمیں درست راستہ دِکھاتا ہے لیکن اُس پر چلنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔سچے مذہب میں زبردستی نہیں ہوتی۔خُدا چاہتا ہے کہ ہم درست راستہ چُننے کے لئے اپنی آزاد مرضی کو استعمال کریں۔قرآنِ پاک بھی مذہب میں آزادی کو عمل میں لانے کی تعلیم دیتا ہے جب کہتا ہے کہ "دِین میں کوئی زبردستی نہیں، بلاشُبہ ہدایت گمراہی سے صاف واضح ہو چکی ہے، پھر جو باطل معبود کا اِنکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جِسے کسی صورت ٹوٹنا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے" (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶)۔

ہم خُدا کے شکر گزار ہیں، اُس نے ہمیں آزادی عطا کی ہے کہ ہم صحیح راستہ چننے کے لئے اُس سے حکمت مانگیں۔

خُدا نے اپنا کلام ہمیں اپنے انبیاء کی معرفت دیا، جو ایک کتاب کی صورت میں ہمارے حوالے کیا گیا۔ کیا خُدا کے کلام کا نازل ہونے کا یہی ایک راستہ ہے؟ کیا خُدا کا کلام کسی شخص کی صورت میں بھی ہوسکتا ہے؟ موسیٰ کے بعد ایک اور نبی پیدا ہُوا جس کو کلام کہا گیا۔ وہ شخص کون ہے؟

موسیٰ اِس جہان میں معزز و محترم کہلایا لیکن اُس کے بعد ایک شخص آیا جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اِس جہان میں اور آنے والے جہان میں بھی معزز و محترم ہے۔ وہ شخص کون ہے؟

موسیٰ نے لوگوں کو واضح نشانیاں دیں تا کہ لوگ جان سکیں کہ وہ خُدا کی طرف سے تھا۔ تاہم اُس کے بعد ایک شخص آیا جس نے اپنے تئیں خُدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت دینے کے لئے نہ صرف واضح نشانیاں دیں بلکہ وہ خود بنی نوع اِنسان کے لئے ایک نشان کہلایا۔ وہ شخص کون ہے؟

یسُوعؔ

یسُوعؔ حقیقتاً بے گُناہ ہے

پچھلے ابواب میں ہم نے دیکھا کہ دیگر انبیاء کرام نے خُدا کے مقرب ہوکر بھی پوری طرح گناہ سے پاک زندگی نہیں گزاری۔ جب ہم یسُوعؔ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک منفرد شخص مِلتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ تھا۔

قرآن مجید کی تعلیم ہے کہ یسُوعؔ پاک تھا۔ جب فرشتہ نے آ کر مُقدسہ مریم کو پیغام دیا "میں تو تیرے رب کا بھیجا ہُوا ہوں تا کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں" (سورۃ مریم آیت ۱۹)۔

قرآن مجید میں لفظ "پاکیزہ" کا اطلاق کسی اور پر نہیں ہُوا۔

انجیل مُقدس میں بھی یسُوعؔ کو "قدُوس" کہا گیا ہے۔ "جس میں ناپاک رُوح تھی۔وہ کہہ کر چلایا اَے یسُوعؔ ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تُو ہم کو ہلاک کرنے آیا ہے؟ مَیں تجھے جانتا ہُوں کہ تُو کون ہے۔خُدا کا قدُوس" (مرقس ۱:۲۴)۔

یسُوعؔ نے بذاتِ خُود اِس بات کی تصدیق کی کہ وہ پاک ہے جب اُس نے کہا "تم میں سے کون مجھ میں گناہ ثابت کرتا ہے؟ اگر مَیں سچ بولتا ہُوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے؟" (یوحنا ۸:۴۶)۔

پچھلے باب میں ہم نے دیکھا کہ موسیٰ کو اِس جہان میں معزز و محترم کہا گیا۔تاہم یسُوعؔ جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اِس جہان میں اور آنے والے جہان میں بھی معزز و محترم ہے۔وہ بھی خُدا کے مقرب اشخاص میں سے ایک ہے۔

قرآنِ پاک ہمیں بتاتا ہے کہ فرشتوں نے مُقدسہ مریم سے کہا "جب فرشتوں نے کہا اَے مریم! بے شک اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے، دُنیا اور آخرت میں بہت مرتبے والا اور مقرب لوگوں سے ہوگا" (سورۃ آل عمران آیت ۴۵)۔

کوئی بھی شخص خُدا کے قریب نہیں آ سکتا جب تک پاک نہ ہو۔

یسُوعؔ خُدا کا کلام

موسیٰ کو خُدا کا کلام تَورَیت کی صورت میں ملا۔تاہم یسُوعؔ کو قرآن پاک اور انجیل مُقدس دونوں میں کلمہ/کلام کہا گیا ہے۔

قرآنِ پاک فرماتا ہے" اَے مریم! بے شک اَللہ تجھے اپنی طرف سے ایک کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے، دُنیا اور آخرت میں بہت مرتبے والا اور مقرب لوگوں سے ہوگا" (سورۃ آل عمران آیت ۴۵)۔

اِنجیل مقدّس فرماتی ہے کہ جب یسُوعؔ اِس دُنیا میں پیدا ہُوا تو " کلام مجسم ہُوا اور ہمارے درمیان رہا" (یوحنا ۱:۱۴)۔

کیا خُدا کا کلمہ/ کلام ابدی ہے یا یہ کسی وقت وجود میں آیا تھا؟ اگر خُدا کا کلام اِبتدا سے خُدا کے ساتھ نہیں تھا تو کیا اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُس وقت خُدا بولنے سے قاصر تھا، جو کہ ناممکن ہے؟

کیا یہ ممکن ہے کہ خُدا کا کلام اِبتدا سے تھا اور کسی وقت جسم میں مجسم ہُوا؟ مُسلمان مانتے ہیں کہ قرآن مجید ابدی ہے، خُدا کا غیر تخلیق کردہ کلام۔ اِس کے ساتھ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن پاک کا پیغام خاص کر تاریخ میں کسی وقت اِنسان پر نازل کیا گیا جب جبرائیل فرشتہ حضرت محمدؐ کے پاس پیغام لے کر آیا۔ اور مُسلمانوں کے یہ مانتے ہُوئے کہ قرآن پاک خلق شُدہ نہیں ہے تو جب یہ چھاپہ گیا تو تاریخ میں کسی وقت جسمانی وجود میں آ گیا۔ اِس سے کیا مُراد ہے جب ہم کہتے ہیں کہ خُدا کا کلام یسُوعؔ کے تشخص میں مجسم ہُوا؟

ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کلام مُقدّس اِس لئے خُدا کا کلام کہلاتا ہے کہ یہ خُدا کا اِلہام ہے۔ یسُوعؔ کو خُدا کا کلام کیوں کہا گیا؟ کیا یسُوعؔ کو اِس لئے خُدا کا کلام کہا جا سکتا ہے کہ وہ خُدا کا زندہ مُکاشفہ ہے؟

اِنجیل مُقدّس میں یسُوعؔ فرماتا ہے کہ اُس نے خُدا کو مُنکشف کیا ہے جب اُس نے کہا "اگر تُم نے مجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اب اُسے جانتے ہو اور دیکھ لیا ہے۔۔۔ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" (یوحنا ۱۴: ۷-۹)۔

یہ دِلچسپ ہے کہ اِنجیل مُقدس میں یسُوعؔ نے خُدا کو اپنا باپ اور خُود کو اُس کا بیٹا کہا۔
تاہم ہمیں ہرگز اِس سے یہ مطلب نہیں لینا چاہیے کہ خُدا نے یسُوعؔ پیدا کرنے کے لئے کوئی بیوی لی۔
قرآن پاک کی ہی آیت واضح کرتی ہے کہ خُدا نے بیٹا پیدا کرنے کے لئے کوئی جنسی عمل نہیں کیا کیونکہ اُس کی کوئی بیوی نہیں۔

"وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اس کی اولاد کیسے ہوگی جب کہ اس کی کوئی بیوی نہیں ۔۔۔" (سورۃ الانعام آیت ۱۰۱)۔

جب مسیحی، یسُوعؔ کو خُدا کا بیٹا کہتے ہیں تو اِس کو فعال انداز میں سمجھا جانا چاہیے۔
یسُوعؔ کا اپنے جوہر میں بطور بیٹا فعال ہونا باپ کے مساوی ہے۔ یسُوعؔ بطور "بیٹا" باپ کے ماتحت (تابع) تھا لیکن ذات وہ باپ ہی کی ہے۔

اِنجیل مُقدس کہیں بیان نہیں کرتی کہ خُدا نے مُقدسہ مریم کے ساتھ کوئی جسمانی تعلقات قائم کئے جس کے نتیجہ میں یسُوعؔ پیدا ہوا۔ نہیں، خُدا نے صرف مُقدسہ میں اپنا رُوح پھونکا اور اُس نے یسُوعؔ کو جنم دے دیا۔ قرآن پاک اور اِنجیل مُقدس میں یہی تعلیم دی گئی ہے۔

قرآن فرماتا ہے "اور اس عورت کو جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی رُوح سے پھونکا اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو جہانوں کے لئے عظیم الشان بنا دیا"
(سورۃ الانبیاء آیت ۹۱)۔

اِنجیل مُقدس فرماتی ہے "فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا کہ رُوح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خُدا تعالیٰ کی قُدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مولودِ مُقدس خُدا کا بیٹا کہلائے گا" (لُوقا ۱: ۳۵)۔

یسُوؔع بنی نوع اِنسان کے لئے ایک نشان

موسیٰ کو یہ ثابت کرنے کے لئے نشانیاں دی گئی تھیں کہ وہ خُدا کی طرف سے ہے۔
یسُوؔع کو بھی بہت سی نشانیاں دی گئی تھیں اور اُس نے معجزات کے ذریعے ثابت کِیا کہ وہ خُدا کی طرف سے ہے۔

قرآنِ پاک فرماتا ہے کہ یسُوؔع بہت سے معجزے دِکھاتا حتیٰ کہ مُردوں کو بھی زِندہ کر دیتا تھا۔

قرآنِ پاک میں یسُوؔع فرماتا ہے "مَیں اُللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے اور برص والے کو تندرست کرتا ہُوں اور مردوں کو زِندہ کرتا ہُوں اور تمھیں بتا دیتا ہُوں جو کچھ تُم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو ذخیرہ کرتے ہو، بے شک اس میں تمہارے لئے ایک نشانی ہے، اگر تم مومن ہو" (سورۃ آل عمران آیت ۴۹)۔

قرآن پاک فرماتا ہے چونکہ یسُوؔع کلام تھا اِس لئے وہ اُس وقت بھی بول سکتا تھا جب ابھی دُودھ پیتا بچہ تھا۔ وہ مٹی لے کر زندہ پرندے بھی بنا دیتا تھا۔

"جب اُللہ کہے گا اَے عیسیٰ ابن مریم! اپنے اُوپر اور اپنی والدہ پر میری نعمت یاد کر، جب مَیں نے رُوح پاک سے تیری مدد کی، تُو گود میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں کرتا تھا اور جب مَیں نے تجھے کتاب اور حکمت اور توراۃ اور اِنجیل سِکھائی اور جب تُو مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند میرے حکم سے بناتا تھا، پھر تُو اُس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے ایک پرندہ بن جاتی تھی اور تُو پیدائشی اندھے اور برص والے کو میرے حکم سے تندرست کرتا تھا اور جب تُو مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا اور جب مَیں نے بنی اِسرائیل کو تجھ سے روکا اور جب تُو اُن سب کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو اُن میں سے اُن لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، یہ تو کھلے جادو

کے سوا کچھ نہیں'' (سورۃ المآیدۃ آیت ۱۱۰)۔

اِنجیل مُقدس بھی ہمیں بتاتی ہے یسُوع نے بہت سے معجزے کئے۔

''اور ایک بڑی بھیڑ لنگڑوں، اندھوں، گونگوں، ٹنڈوں اور بہت سے اَور بیماروں کو اپنے ساتھ لے کر اُس کے پاس آئی اور اُن کو اُس کے پاؤں میں ڈال دیا اور اُس نے اُنہیں اچھا کر دیا'' (متّی ۱۵: ۳۰)۔

اِنجیل مُقدس کی طرح قرآن پاک کی بھی تعلیم دیتی ہے کہ یسُوع نہ صرف معجزے کرتا تھا بلکہ مُردوں کو بھی زندہ کرتا تھا۔

یسُوع نے صرف نشانیاں ہی نہیں دی گئی تھیں، قرآن پاک اور بائبل مُقدس دونوں کی تعلیم ہے کہ یسُوع خود بھی بنی نوع اِنسان کے لئے ایک نشان تھا۔

قرآن فرماتا ہے کہ جب خُدا نے یسُوع کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تو آسمان پر فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے اور اپنے قلم پھینکنے لگے کہ اُن میں سے کون یسُوع کی اور اُس کی ماں کی کفالت کرے گا۔ قرآن میں ہم کسی اور جگہ پر آسمان میں اِس طرح کا جوش نہیں پڑھتے۔

''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں، ہم اُسے تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تُو اُس وقت ان کے پاس نہ تھا جب وہ اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی کفالت کرے اور نہ تُو اُس وقت اُن کے پاس تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے'' (سورۃ آل عمران آیت ۴۴)۔

آسمان پر اِس قدر جوش ولولہ کیوں تھا؟ اِس لئے کہ تاریخ میں پہلی بار کنواری سے ایک بچہ پیدا ہونے جا رہا تھا۔

قرآن فرماتا ہے مریم نے کہا ''میرے لئے لڑکا کیسے ہوگا، جب کہ مجھے نہ کسی نے چھوا ہے اور نہ مَیں کبھی بدکار تھی؟ اُس نے کہا ایسے ہی ہے، تیرے رب نے کہا ہے یہ میرے لئے آسان ہے اور تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت بنائیں اور یہ

شروع سے ایک طے کیا ہُوا کام ہے" (سورۃ مریم آیت ۲۰، ۲۱)۔

بائبل مُقدّس بھی ہمیں بتاتی ہے کہ یسُوعؔ کا کنواری سے پیدا ہونا ایک نشان ہے جب یہ کہتی ہے "لیکن خُداوند آپ تُم کو ایک نشان بخشے گا ۔دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی" (یسعیاہ ۷: ۱۴)۔

فی الحقیقت یہ ایک نشان تھا کیونکہ یسُوعؔ کی پیدائش منفرد تھی ۔کیا آدم اور حوا جو ماں باپ کے بغیر تھے اُن کے علاوہ دیگر سارے اِنسان اپنے ماں باپ کے وسیلہ سے پیدا نہیں ہُوئے اور آدم اور حوا پیدا نہیں ہُوئی بلکہ خُدا کے ہاتھ سے بنائے گئے تھے ۔آپ کیوں سوچتے ہیں کہ دُنیا میں صرف یسُوعؔ ہی مافوق الفطرت طور پر کنواری سے پیدا ہُوا ؟ خُدا ہم پر کیا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟

یقیناً خُدا اِس مافوق الفطرت جنم کو ہمیں دِکھانے کے لئے اِستعمال کر رہا تھا کہ یسُوعؔ ساری دُنیا کے لئے ایک نشان ہے ۔بعض اوقات ہم سوچتے ہیں کہ یسُوعؔ کو صرف یہودیوں یا مسیحیوں کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن قرآن پاک اور بائبل مُقدّس واضح طور پر بتاتے ہیں کہ یسُوعؔ ساری دُنیا کے لئے ہے ۔

یسُوعؔ خُدا کی طرف سے رحمت ہے

دوسرے ابواب میں ہم نے پڑھا کہ خُدا رحم کرنے والا خُدا ہے اور اگر اُس کے لوگ توبہ کریں تو وہ اُن کے گُناہ بھی معاف کر دیتا ہے ۔خُدا کی رحمت یسُوعؔ کی زندگی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

قرآن پاک اور بائبل مُقدّس دونوں کی تعلیم ہے کہ خُدا نے یسُوعؔ کو زمین پر اپنی رحمت کی نشانی بنا کر بھیجا۔

قرآن پاک فرماتا ہے مریم نے کہا "میرے لئے لڑکا کیسے ہوگا، جب کہ مجھے نہ کسی نے چھوا ہے اور نہ مَیں کبھی بدکار تھی؟ اُس نے کہا ایسے ہی ہے، تیرے رب نے کہا ہے یہ میرے لئے آسان ہے اور تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت بنائیں اور یہ شروع سے ایک طے کِیا ہُوا کام ہے"(سورۃ مریم آیت ۲۰،۲۱)۔

خُدا نے یسُوعؔ کی زندگی کے ذریعے اپنی رحمت کو کئی مختلف طریقوں سے ظاہر کیا۔
مِثال کے طور پر، یسُوعؔ بھلائی کرتا اور بیماروں کو شفا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ ناپاک لوگوں کو بھی نہیں دھتکارتا تھا۔ جب وہ ناپاک کوڑھیوں کو چھوتا تو وہ شفا پاتے اور پاک صاف ہو جاتے تھے۔
اِنجیل مُقدّس بتاتی ہے کہ یسُوعؔ گُنہگاروں پر رحم کرتا تھا اور اُس کے پاس اُن کو بھی معاف کرنے کا اِختیار تھا جو خُدا کے خلاف گُناہ کرتے تھے۔

جب ایک فریسی نے یسُوعؔ کو اپنے گھر میں کھانے پر مدعو کیا۔ وہ فریسی کے گھر گیا اور دسترخوان پر بیٹھا تھا۔ اُسی گاؤں کی ایک گُنہگار عورت نے سُنا کہ یسُوعؔ فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے تو وہ ایک قیمتی عطر سے بھرا ہُوا عطردان لے کر وہاں پہنچ گئی۔ وہ پیچھے کھڑی ہو کر رونے لگی اور اپنے آنسوؤں سے اُس کے پاؤں بھگو دیئے۔ اِس پر یسُوعؔ نے فرمایا "جا تیرے گُناہ معاف ہُوئے"(پوری کہانی لُوقا ۷: ۳۶-۴۸ میں ہے)۔

خُدا نے یسُوعؔ کی تعلیمات کے ذریعے بھی ہم پر ظاہر کیا کہ وہ رحم کرنے والا خُدا ہے۔
یسُوعؔ نے سِکھایا کہ ہمیں صِرف اُنہیں سے محبت نہیں رکھنی جو ہم سے محبت رکھتے ہیں بلکہ اپنے دشمنوں سے بھی رکھنی ہے۔

یسُوعؔ کی تعلیم ہے "تُم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دُشمن سے عداوت۔ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا کرو۔ تاکہ تُم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو"(متّی ۵: ۴۴-۴۵)۔

یسُوعؔ نے ہمیں سِکھایا کہ ایمان نہ لانے والوں اور گُنہگاروں کو ہرگز مسترد نہ کرو۔ وہ اُن کے ساتھ تحمل سے پیش آتا تھا اور وہ تَوبہ کرتے تھے کیونکہ وہ اُس کے حُسنِ سلوک سے متاثر ہوتے تھے۔

اِنجیل مُقدّس بتاتی ہے"اور فریسی اور اُن کے فقیہ اُس کے شاگردوں سے یہ کہہ کر بُڑبُڑا نے لگے کہ تُم کیوں محصول لینے والوں کے اور گُنہگاروں کے ساتھ کھاتے پیتے ہو؟ یسُوعؔ نے جواب میں اُن سے کہا کہ تندرستوں کو طبیب کی ضرورت نہیں بلکہ بیماروں کو۔ مَیں راست بازوں کو نہیں بلکہ گُنہگاروں کو تَوبہ کے لئے بُلانے آیا ہُوں"(لُوقا ۵: ۳۰-۳۲)۔

خُدا رحم کرنے والا ہے اور وہ گُنہگاروں کو بُلانا چاہتا ہے کہ تَوبہ کریں اور اُس کی طرف آ جائیں۔ یسُوعؔ نے اپنے شاگردوں کو سِکھانے کے لئے کہانی سُنائی کہ یہ اعتماد نہ رکھو کہ ہم نیک اعمال کرتے ہیں اِس لئے راستباز ہیں بلکہ خُدا کے سامنے آؤ اور اپنی نجات کے لئے اُس کی رحمت پر توکل کرو۔

اِنجیل مُقدّس ہمیں بتاتی ہے کہ "پھر اُس نے بعض لوگوں سے جو اپنے پر بھروسا رکھتے تھے کہ ہم راست باز ہیں اور باقی آدمیوں کو ناچیز جانتے تھے۔ یہ تمثیل کہی۔ کہ دو شخص ہیکل میں دُعا کرنے گئے۔ ایک فریسی۔ دوسرا محصول لینے والا۔ فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یُوں دُعا کرنے لگا کہ اَے خُدا! مَیں تیرا شُکر کرتا ہُوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم بے انصاف زِنا کار یا اِس محصول لینے والے کی مانند نہیں ہُوں۔ مَیں ہفتہ میں دوبار روزہ رکھتا ہُوں اور اپنی ساری آمدنی پر دہ یکی دیتا ہُوں۔ لیکن محصول لینے والے نے دُور کھڑے ہو کر اتنا بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائے بلکہ چھاتی پِیٹ پِیٹ کر کہا اَے خُدا! مجھ گُنہگار پر رحم کر۔ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ یہ شخص دوسرے کی نسبت راست باز ٹھہر کر اپنے گھر گیا کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا"(لُوقا ۱۸: ۹-۱۴)۔

کیا ہم بھروسا کرتے ہیں کہ ہمارے نیک اعمال ہمیں بچا لیں گے یا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم گنہگار رہیں اور ہمیں نجات پانے کے لئے خُدا کی رحمت کی ضرورت ہے؟

یسُوعؔ زمین پر واپس آرہا ہے

مُسلمان اور مسیحی دونوں ایمان رکھتے ہیں کہ یسُوعؔ اب جو خُدا کی حضوری میں ہے ایک دِن زمین پر دوبارہ واپس آئے گا۔

قرآن پاک میں یسُوعؔ نے اپنے آسمان پر اُٹھائے جانے کا ذِکر کیا ہے "اور خاص سلامتی ہے اُس دِن پر جس دِن میں پیدا ہُوا اور جس دِن فوت ہُوں گا اور جس دِن زندہ ہو کر آسمان پر اُٹھایا جاؤں گا" (سورۃ مریم آیت ۳۴)۔

مزید برآں، قرآنِ پاک سِکھاتا ہے کہ یسُوعؔ ایک دِن زمین پر واپس آئے گا۔ قرآن پاک سِکھاتا ہے کہ یسُوعؔ کی آمد اِس بات کی نشانی ہوگی کہ روزِ قیامت نزدیک ہے۔ قرآن فرماتا ہے "اور بلاشبہ وہ (یسُوع) یقیناً قیامت کی ایک نشانی ہے تو تُم اِس میں ہرگز شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو، یہ سیدھا راستہ ہے" (سورۃ الزخرف آیت ۶۱)۔

اِنجیل مُقدس بھی یسُوعؔ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا واقعہ بیان کرتی ہے "یہ کہہ کر وہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لیا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اُس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آ کھڑے ہُوئے اور کہنے لگے اَے گلیلی مردو! تُم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسُوعؔ جو تُمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اِسی طرح پھر آئے گا جس طرح تُم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" (اعمال ۱: ۹-۱۱)۔

اب یسوؔع زمین پر آ کر کیا کرے گا؟مُسلمانوں اور مسیحیوں دونوں کا ماننا ہے کہ جب یسوؔع آئے گا تو بُرائی کو ختم کرے گا۔

چونکہ یسوؔع پاک ہے اور اُس میں گُناہ نہیں اِس لئے وہ بدی کی قوتوں کو ختم کر سکتا ہے۔ جب بدرُوحوں نے یسوؔع کو دیکھا تو پہنچان کر کہا "اَے یسوؔع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تُو ہم کو ہلاک کرنے آیا ہے؟ مَیں جانتا ہُوں کہ تُو کون ہے۔ خُدا کا قدُوس ہے" (مرقس ۱:۲۴)۔

مُسلمانوں کا ماننا ہے کہ جب یسوؔع دوسری بار زمین پر آئے گا تو وہ حتمی شیطانی قوت کو ختم کرے گا جس کا نام دجال ہے۔ بائبل مُقدس آخری ایام میں ظاہر ہونے والی اُس شیطانی قوت کو حیوان کے طور پر بیان کرتی ہے اور جب یسوؔع آئے گا تو حیوان سے لڑے گا اور اُس کو شکست دے گا۔

"وہ خُون چھڑکی ہُوئی پوشاک پہنے ہُوئے ہے اور اُس کا نام کلامِ خُدا کہلاتا ہے۔ پھر مَیں نے اُس حیوان اور زمین کے بادشاہوں اور اُن کی فوجوں کو اُس گھوڑے کے سوار اور اُس کی فوج سے جنگ کرنے کے لئے اِکٹھے دیکھا۔ اور وہ حیوان اور اُس کے ساتھ وہ جھوٹا نبی پکڑا گیا جس نے اُس کے سامنے ایسے نشان دِکھائے تھے جن سے اُس نے حیوان کی چھاپ لینے والوں اور اُس کے بُت کی پرستش کرنے والوں کو گُمراہ کیا تھا۔۔۔" (مُکاشفہ ۱۹:۱۳، ۱۹–۲۰)۔

یسوؔع اپنے پیرکاروں کو بعد کی زِندگی کا یقین دِلاتا ہے

خُدا کے پیروکاروں کی حیثیت سے، اگر ہم یقین سے جان سکیں کہ خُدا ہمیں قبول کرے گا اور ہمیشہ اپنے ساتھ رہنے کی اِجازت دے گا تو یہ بڑا تسلی بخش ہے۔ قرآنِ پاک اور اِنجیل مُقدس دونوں میں یسوؔع کے پیروکاروں کو یقین دہانی مِلتی ہے کہ مرنے کے بعد اُنہیں

خوف نہیں آئے گا۔

قرآنِ پاک میں خُدا نے یسُوع سے وعدہ کیا کہ اُس کے پیروکار اُن سے برتر ہوں گے جو اُس پر اِیمان نہیں لاتے۔

"جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور تجھے اُن لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جنھوں نے کفر کیا اور اُن لوگوں کو جنھوں نے تیری پیروی کی، قیامت کے دِن تک ان لوگوں کے اوپر کرنے والا ہوں جنھوں نے کفر کیا۔ پھر میری ہی طرف تُمہارا لوٹ کر آنا ہے تو میں تُمہارے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کروں گا جس میں تُم اختلاف کیا کرتے تھے" (سورۃ آل عمران آیت ۵۵)۔

قرآن پاک یسُوع کے پیروکاروں کو سچے مُسلمان بھی کہتا ہے "پھر جب عیسیٰ نے اُن سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا ہم دِینِ خُدا کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر اِیمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مُسلم ہیں" (سورۃ آل عمران آیت ۵۲ ترجمہ کنز الایمان)۔

قرآنِ پاک میں اَور آیات میں یسُوع نے اپنے پیروکاروں کو یقین دِلایا کہ اُنہیں روزِ قیامت ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

"اے میرے بندو! آج نہ تُم پر کوئی خوف ہے اور نہ تُم غمگین ہو گے" (سورۃ الزخرف آیت ۶۸)۔

کیا خُدا ہمیں یقین دِلاتا ہے کہ وہ ہمیں گناہ سے نجات بخشے گا اور ہم ابدیت میں اُس کے ساتھ رہیں گے؟

اِنجیل مُقدس میں بھی یسُوع نے اُن لوگوں کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ کیا جو خُدا کو جانتے اور اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ یسُوع نے فرمایا "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خُدا ئی

واحد اور برحق کو اور یسوؔع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷:۳)۔

اگر آپ آسمان پر جانا چاہتے ہیں تو کیا آپ اُس شخص کی پیروی کرنا نہیں چاہیں گے جو پہلے سے آسمان پر موجود ہے اور آسمان پر جانے کا سیدھا راستہ جانتا ہے؟

قرآنِ پاک کی تعلیم ہے "اور بلاشبہ وہ (یسوؔع) یقیناً قیامت کی ایک نشانی ہے تو تُم اس میں ہرگز شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو، یہ سیدھا راستہ ہے" (سورۃ الزخرف آیت ۶۱)۔

اِنجیل مُقدس میں یسوؔع نے فرمایا "راہ اور حق اور زندگی مَیں ہُوں۔ کوئی میرے وسیلہ سے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یوحنا ۱۴:۶)۔

کیا آپ یقین رکھنا پسند کریں گے کہ خُدا آپ کو آپ کے گُناہوں سے نجات دے گا اور ہمیشہ کی زندگی بخشے گا؟ یقیناً = ہاں۔

یہ ہر کسی کے لئے مُفت تحفہ ہے

منجانب

New Creation Church Ministries of Pakistan

نیو کریشن چرچ منیسٹریز آف پاکستان

پاسٹر سیمسن طاہر

چیئرمین اینڈ سینئر پاسٹر

فون نمبر

00 92 3494765517

00 92 303 0949712

ویب سائٹ: www.nccmpk.com

ای میل: info@nccmpk.com